Fikr-o-Nasar (Islamabad) 38:2 (2000)

فکر و نظر ـــــ اسلام آباد　　جلد ۳۸: شمارہ ۲:

تعارف و تبصرۂ کتب

کتاب	:	تفسیر قرآن کے اصول
مصنف	:	حمید الدین فراہی
مرتب و مترجم	:	خالد مسعود
ناشر	:	ادارہ تدبر قرآن و حدیث، رحمان سٹریٹ، مسلم روڈ، سمن آباد، لاہور
سال اشاعت	:	۱۹۹۹ء
صفحات	:	۲۲۷
قیمت	:	۸۰ روپے
تبصرہ نگار	:	ڈاکٹر سفیر اختر ☆

مولانا حمید الدین فراہی (م ۱۹۳۰ء) کے سرمایۂ علم و دانش میں قرآن فہمی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ان کے بقول وہ "قرآن مجید کی تلاوت کے ہمیشہ سے دلدادہ [رہے، اور ان کی] سب سے زیادہ محبوب اور لذیذ کتاب یہی رہی ہے (ص ۲۶)۔" انہوں نے مطالعۂ قرآن کے حوالے سے چھوٹے بڑے متعدد رسائل لکھے ہیں۔ ان میں سے بعض شائع ہو چکے ہیں، اور باقی غیر مرتب صورت میں دائرہ حمیدیہ، مدرسۃ الاصلاح- سرائے میر (ضلع اعظم گڑھ، اترپردیش) کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔ ان رسائل کے علاوہ انہوں نے قرآن مجید کی آخری متفرق سورتوں کی تفسیر لکھی، اور پھر تسلسل کے ساتھ آغازِ قرآن سے "نظام القرآن و تاویل الفرقان بالفرقان" کے نام سے عربی میں تفسیر لکھنے کا آغاز کیا، مگر یہ سلسلہ

☆ چیف ایڈیٹر، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.　http://iri.iiu.edu.pk/

مقدمۂ تفسیر اور سورۂ بقرہ کی ۶۲ آیات سے آگے نہ بڑھ سکا۔ قرآن مجید کی ان آخری سورتوں کی تفسیر، نیز مقدمۂ تفسیر کو مولانا فراہی کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی نے اردو میں منتقل کیا۔ یہ تراجم مترجم کے مفصل دیباچے کے ساتھ "مجموعہ تفاسیر فراہی" کے نام سے یک جا شائع ہوئے ہیں۔

"دائرۂ حمیدیہ" مولانا فراہی کے غیر مطبوعہ سرمائے کی اشاعت کے لیے کوشاں ہے۔ ۱۹۹۱ء میں اس کی طرف سے مولانا فراہی کے تین رسائل (دلائل النظام، اسالیب القرآن، التکمیل فی اصول التاویل) "رسائل الامام الفراہی فی علوم القرآن" کے نام سے شائع ہوئے تھے، مگر ان رسائل کا دائرۂ اثر عربی داں علماء تک محدود رہا۔ ان کا فیض عام کرنے کے لیے مولانا اصلاحی کے تربیت یافتہ جناب خالد مسعود نے انھیں از اوّل تا آخر اردو میں منتقل کرنے اور اصل ترتیب کے مطابق پیش کرنے کے بجائے "مقدمہ تفسیر" (ترجمہ مولانا اصلاحی) اور "رسائل" (ترجمہ مرتب) کے چیدہ چیدہ مضامین کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ یہ ایک مربوط تصنیف بن گئی ہے، اور تفسیرِ قرآن کے اصولوں کے حوالے سے مولانا فراہی کے غور و فکر کا حاصل نکھر کر سامنے آگیا ہے۔

"تفسیرِ قرآن کے اصول" کے سات ابواب کے عنوانات یہ ہیں: قرآن میں تدبر و تفکر کی اہمیت، قرآن مجید کی ترتیب، قرآن- ایک مربوط و منظم کتاب، اصولِ تفسیر کو مدون کرنے کی ضرورت، اصولِ تفسیر سے متعلق چند تمہیدی مباحث، تفسیرِ قرآن کے اصول، اصولِ تاویل۔

مولانا فراہی نے واضح کیا ہے کہ قرآن مجید ایک مربوط اور منظم کتاب ہے، جس کی ایک آیت دوسری آیت سے اور ایک سورہ دوسری سورہ سے ربط رکھتی ہے، کیوں کہ "روایات میں آتا ہے کہ جب کوئی آیت اترتی، نبی ﷺ حکم دیتے کہ اسے فلاں سورہ میں فلاں جگہ رکھا جائے اور وہ اسی جگہ رکھی جاتی۔ اسی طرح یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ جب ایک سورہ تمام ہو جاتی تو حضرت جبریل امین آں حضرت ﷺ کو پوری سورہ از سرِ نو سنا دیتے [تھے] (ص ۶۰)۔" مولانا فراہی کے نزدیک قرآن مجید کو بصورتِ مصحف لکھنے کے سلسلے میں

”حضرت عمرؓ کے گواہی لینے کا جو ذکر روایات میں آتا ہے، وہ یہ گواہی نہیں تھی کہ فلاں آیت قرآن کی ہے یا نہیں، کیوں کہ صحابہؓ قرآن کے اسلوب کو جانتے پہچانتے تھے اور اس کو دوسرے کلام سے امتیاز کرتے تھے، لہذا حضرت عمرؓ آیات کے محل و مقام کے بارے میں شہادت لیتے [تھے] (ص ۲۵)۔“

جو اہلِ علم قرآن مجید میں ربط و نظم کے سرے سے قائل نہیں، یا اس کی زیادہ اہمیت کے قائل نہیں، ان کے افکار کا جائزہ لیا گیا ہے، اور ان کے موقف کی کمزوری واضح کی گئی ہے۔ ربط و نظم کی اہمیت کے ساتھ اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ تفسیرِ قرآن کے اصول وضع ہونے چاہییں۔ اس سلسلے میں مولانا فراہی نے یہ چار بنیادی اصول تجویز کیے ہیں:

☆ نظم کلام اور سیاق و سباق کا لحاظ
☆ نظائر قرآن کی روشنی میں مفہوم کا تعین
☆ کلام میں مخاطب کا صحیح تعین
☆ الفاظ کے شاذ معانی کا ترک

ان بنیادی اصولوں پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے اور ہر اصول مثالوں سے واضح کیا گیا ہے۔ مختلف مباحث میں مولانا فراہی اجتہادی بصیرت کا ثبوت دیتے ہیں، اور گاہے گاہے اسلاف کے طرزِ فکر اور سوچ سے الگ راہ بھی تجویز کرتے ہیں، مثال کے طور پر قرآن مجید کی پاروں اور پاروں کی رکوعوں میں تقسیم کے بارے میں لکھتے ہیں: ”رکوع کا مقصد فصل ہے۔ جن لوگوں نے رکوع ٹھہرائے ہیں، انہوں نے مفاصلِ کلام کا لحاظ کر کے ان کی جگہیں متعین کر دی ہیں، ان کے سامنے یہ چیز تھی کہ قاری، ایسی جگہ قطع کلام نہ کردے جہاں وصل ہونا چاہیے، اس مقصد کے لحاظ سے ان کے اندازے کسی قدر صحیح ہیں--- (ص ۳۲)“ ”اندازے کسی قدر صحیح ہونے“ کا ”مطلب یہ ہے کہ ان کے اندازے ہر جگہ صحیح نہیں ہیں۔ انہوں نے بہت سے مفاصل چھوڑ دیے ہیں، مثلاً سورۃ القمر کو بلالحاظِ اسلوب کلام و مقدار تین رکوع میں تقسیم کر دیا گیا ہے، حالانکہ اس کو چھ رکوع میں تقسیم کرنا تھا (ص ۳۳)۔“

نبی اکرم ﷺ کے ارشاد الاانی اوتیت القرآن و مثلہ معہ بل اکثر (آگاہ رہو

کہ مجھے قرآن دیا گیا اور اس کے ساتھ اسی کی مانند، بلکہ اس سے زیادہ بھی) میں مثلہ معہ کو اکثر علماء کرام نے حدیثِ رسول پر محمول کیا ہے، مگر مولانا فراہی کے نزدیک "یہ زائد چیز قرآن کا فہم ہے (ص ۴۹)۔"

قرآن مجید کی مختلف سورتوں کے ناموں کی وجہ تسمیہ واضح کرنے کے بعد (صفحات ۱۴۳-۱۴۴) لکھتے ہیں کہ بعض سورتوں کے ناموں میں ان کے مضمون کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ "اگر ہر سورہ کا نام اسی اصول پر ہوتا تو اہلِ نظر کے لیے ہر سورہ کا نظام واضح ہو جاتا۔ میں اس میں کوئی قباحت نہیں دیکھتا کہ سورتوں کے ایسے نام بھی رکھے جائیں جو ان کے مقصد کا پتہ دیں، بشرطیکہ شریعت اس میں مانع نہ ہو (ص ۱۴۲)۔"

"تفسیر قرآن کے اصول" اردو زبان میں اپنے موضوع پر ایک قابل قدر کاوش ہے۔ کتب تفسیر میں منتشر مواد، نیز علامہ ابن تیمیہ کے رسالے "اصول تفسیر" اور شاہ ولی اللہ دہلوی کی "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" کے ترجمے کے ساتھ اس کا مطالعہ طالبانِ قرآن کے لیے ان شاء اللہ قرآن فہمی کی راہ ہموار کرے گا۔

جناب خالد مسعود ایک منجھے ہوئے مترجم ہیں۔ ان کی زبان سادہ، مگر موثر ہوتی ہے۔ یہ ترجمہ و ترتیب بھی ہر لحاظ سے معیاری ہے۔ ایک جگہ "ذومعنی" کی ترکیب "بامعنی" کے مفہوم میں استعمال کی گئی ہے (ص ۴۶)۔ بلاشبہ لفظی طور پر "ذومعنی" اور "بامعنی" میں چنداں فرق نہیں، مگر "ذومعنی" بالعموم ایسی بات چیت یا تحریر کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کے کئی معنی نکلتے ہوں۔ اگر اگلی اشاعت میں اسے "بامعنی" سے بدل دیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

کتاب کمپیوٹرائزڈ کتابت میں عام سفید کاغذ پر شائع ہوئی ہے، اور کارڈ بورڈ کی جلد سے مزین ہے۔